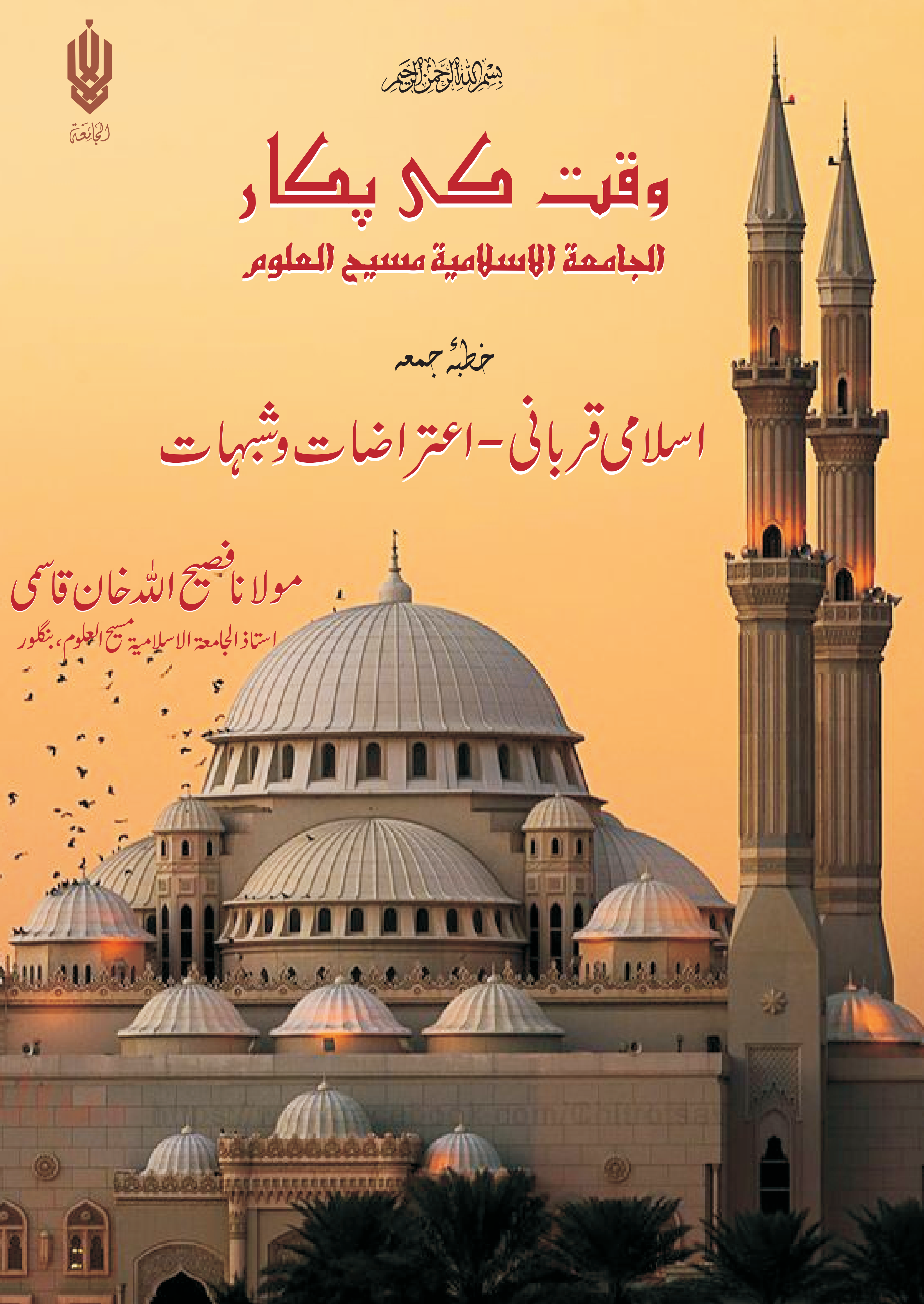


بسم اللہ الرحمن الرحیم

وقت کی پکار

الجامعۃ الاسلامیۃ مسیح العلوم

خطبۂ جمعہ

اسلامی قربانی - اعتراضات وشبہات

مولانا فصیح اللہ خان قاسمی

استاذ الجامعۃ الاسلامیۃ مسیح العلوم، بنگلور

الحمدللہ رب العلمین والصلاۃ والسلام علی رسولہ الامین، وعلی آلہ وصحبہ الطیبین الطاھرین، ومن تبعھم باحسان الی یوم الدین.اما بعد!

غیر مسلم اقوام کی جانب سے ہمیشہ اسلامی مسلّمات، اسلامی عبادات اور عقائد اسلام پر اعتراض اور کچھ جدت پسند مسلمانوں کی جانب سے اسلامی عقائد اور احکامات میں شبہات کا سلسلہ چلتا رہا ہے، موجودہ دور میں چوں کہ ذرائع ابلاغ کی کثرت ہے، تو ان اعتراضات اور شبہات کی بھی بے پناہ بہتات ہو چکی ہے، ان اعتراضات کرنے والے غیر مسلم اقوام کے علاوہ مسلمانوں میں سے خود کو روشن خیال کہلانے والے جدت پسند، جدید تعلیم یافتہ (اور صحیح الفاظ میں جاہلیت اور جاہلوں سے متاثر) لوگوں کا بھی اس میں بہت بڑا حصہ ہے، جن کو نہ دینی علم حاصل کرنے کی فرصت ہے اور نہ وہ لوگ علماء سے رابطہ رکھتے ہیں اور نہ یہ جاننا چاہتے ہیں کہ اسلام کیا ہے اور اس کی تعلیمات کیا ہیں اور اس کی خوبیاں کیا ہیں؟

دین اور علم سے ان کی اس بے رخی اور دوری کا نتیجہ یہ ہوا کہ غیر مسلم لوگوں کی طرف سے جو بھی اسلام پر اعتراض ہوتا ہے، ان اعتراضات سے سب سے پہلے یہی پڑھے لکھے لوگ متاثر ومرعوب ہوتے ہیں؛ حتی کہ ان کی ہاں میں ہاں ملاتے رہتے ہیں۔

کبھی چار نکاحوں پر اعتراض تو کبھی طلاقِ ثلاثہ پر، کبھی حلالہ پر تو کبھی عورتوں کے حق میراث پر، کبھی اسلامی نظام تعلیم پر تو کبھی نظامِ اقتصاد پر، کبھی چوروں کے ہاتھ کاٹنے پر تو کبھی مسئلہ رجم پر، یہاں تک کہ ذبحِ حیوانات پر بھی ان عقل کے دشمنوں کو اعتراض ہو جاتا ہے؛ جب کہ دنیا کے ہر مذہب اور ہر طبقے کے لوگوں میں ہر دور میں اس کا رواج رہا ہے۔

کیا قربانی صرف اسلام میں ہے؟

معاندین اسلام یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام میں قربانی کی عبادت کیوں مشروع ہے؟ ان کے اعتراض سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ قربانی کے بارے میں یہ سمجھتے ہیں کہ اس کا رواج صرف اسلام میں ہے۔

حالاں کہ تاریخ مذاہب عالم پر نظر ڈالنے سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ تمام قوموں اور مذہبوں میں قربانی کا رواج رہا ہے، چاہے وہ مذاہب حقہ ہوں یا باطلہ۔

اور اس بات پر قرآن مجید خود دال ہے، چناں چہ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ﴾

(اور ہم نے ہر امت کے لیے قربانی اس غرض کے لیے مقرر کی ہے کہ وہ ان مویشیوں پر اللہ کا نام لیں جنھیں اللہ نے

ان کو عطا فرمایا ہے۔)   (الحج:۳۴)

قرآن مجید کی اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ قربانی فقط امت مسلمہ کا کوئی خاص عقیدہ یا عمل نہیں؛ بل کہ ہر زمانے میں ہر قوم کو قربانی کا حکم دیا گیا تھا اور وہ لوگ اس پر عمل پیرا تھے۔

قرآن مجید اسی بات کو ثابت کرتے ہوئے ایک دوسری جگہ فرماتا ہے:

﴿وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖۤ اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً﴾ (اور جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم سے، اللہ فرماتا ہے تم کو کہ ذبح کرو ایک گائے کو۔)   (البقرة:٦٧)

ایک اور جگہ اللہ کا ارشاد ہے:

﴿وَاتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ ابْنَیْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ یُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ؕ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ؕ قَالَ اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ.﴾

(اور (اے پیغمبر) ان کے سامنے آدم کے دو بیٹوں کا واقعہ ٹھیک ٹھیک پڑھ کر سناؤ۔ جب دونوں نے ایک ایک قربانی پیش کی تھی اور ان میں سے ایک کی قربانی قبول ہوگئی اور دوسرے کی قبول نہ ہوئی۔ اس (دوسرے نے پہلے سے) کہا کہ میں تجھے قتل کرڈالوں گا'' پہلے نے کہا کہ اللہ تو ان لوگوں سے (قربانی) قبول کرتا ہے، جو متقی ہوں۔)   (المائدة:۲۷)

میرے صدیق محترم مولانا خالد خاں صاحب نے اپنے ایک مضمون ''تاریخ قربانی اور اسلامی قربانی کا امتیاز'' میں تاریخ قربانی بہت ہی عمدہ اور مفصل اندار میں بیان فرمائی ہے، جس میں انھوں نے حوالوں کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ قربانی کا رواج دنیا کی مختلف قوموں میں رہا ہے، جیسے عبرانی قوم، یونانی قوم، چینی قوم، آرین قوم، حتی کہ برہمن قوم میں بھی یہ رواج رہا ہے۔

ان تمام تر آیتوں اور دوسرے دلائل سے یہ بات صاف ظاہر ہے کہ قربانی صرف اسلام ہی میں مروج نہیں؛ بل کہ دوسری امتوں اور دوسری قوموں میں بھی اس کا رواج رہا ہے اور آج بھی موجود ہے۔

ذبحِ حیونات کیا بے رحمی ہے؟

اس ضمن میں بعض غیر مسلم قوموں کی طرف سے اسلام پر ایک اور اعتراض کیا جاتا ہے کہ اسلام بڑا ہی بے رحم مذہب ہے اور اللہ رب العزت کے نام پر جانوروں کی قربانی کو رحم کے منافی اور حیوانیت گردانتے ہیں۔

قربان جایئے اس پروردگار پر جس نے اس کائنات میں عدل کا ایک عظیم نظام قائم فرمایا اور شریعتِ محمدیہ کے ذریعے جہاں حقوق اللہ اور حقوق العباد کی تعلیم دی، وہیں حقوق حیوانات کی بھی تعلیم دی ہے۔ اگر اسلام بے رحم مذہب

ہوتا، تو کبھی جانوروں کے حقوق کی تعلیم نہ دیتا؛ بل کہ اجازت دیتا کہ ان کے ساتھ جیسا چاہے معاملہ اور برتاؤ کرو، خواہ سخت ہو یا نرم؛ حالاں کہ اسلام چیخ چیخ کر یہ کہتا ہے کہ جانوروں کے حقوق کا لحاظ رکھو، ان پر بے جا سختی مت کرو، جو کام ان کے متعلق ہو وہ ان سے لو اور ان کو راحت پہنچاؤ، طاقت سے زیادہ ان پر بوجھ نہ ڈالو، اور جب ان پر سفر کرو، تو دورانِ سفر ان کو گھاس چرنے کی مہلت دو اور ان کو ہانکتے ہوئے گالی نہ دو، اپنی منزل پر پہنچ کر جانور کو زین سے الگ کردو، کسی اور کام میں لگنے سے پہلے ان کے کھانے کا انتظام کرو، اس کے علاوہ اور بھی بہت سے حقوق ہیں، جن کی نظیر کسی دوسرے مذہب میں نہیں مل سکتی۔

ایک حدیث میں ہے کہ صحابہ نے ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ شہر مدینہ میں ایک عورت رہتی ہے، جو بہت متقی، بہت پرہیزگار اور تہجد گزار ہے؛ مگر وہ اپنی بلی کے کھانے کی فکر نہیں کرتی، اللہ کے رسول نے فرمایا کہ وہ عورت جہنم میں جائے گی۔

ایک اور حدیث میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ نبی اسرائیل میں ایک شخص تھا جو پیاس کی حالت میں کہیں جا رہا تھا، اس نے ایک کنواں دیکھا تو اس سے پانی پیا، پھر جب چلنے لگا تو ایک کتے کو دیکھا کہ پیاس سے بیتاب ہے، اس کو کتے پر رحم آیا اور اس نے اسی کنویں سے پانی لاکر کتے کو پلایا۔ یہ سنا کر آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو کتے پر رحم کرنے کی وجہ سے بخش دیا۔

ان احادیث سے یہ معلوم ہوا کہ اسلام میں جانوروں کے حقوق بھی مستقل بیان کئے گئے ہیں۔ اور رہی بات ذبح کی تو اسلام میں اس بات کی بھی تعلیم دی گئی ہے کہ جب ذبح کرو تو سب سے پہلے چاقو کو اچھی طرح تیز کرلیا کرو؛ تاکہ بوقت ذبح جانوروں کو تکلیف نہ ہو اور ذبح سے پہلے اس کو اچھی طرح پانی پلاکر سیراب کردو اور یہ بھی بیان کیا گیا کہ کن جانوروں کو لٹاکر ذبح کرنے سے ان کو تکلیف نہیں ہوتی اور کس جانور کو کھڑا کرکے ذبح کرنے سے تکلیف نہیں ہوتی، کتب فقہ میں فقہاء نے وضاحت کی ہے کہ گائے اور اس سے متعلق جانور اور بکری اور اس سے متعلق جانورں کو لٹاکر ذبح کیا جائے اور اونٹ کو کھڑا کرکے ذبح کیا جائے تاکہ خون جلدی اور پوری طرح بدن سے نکل جائے اور جانور کا بدن جلد از جلد ٹھنڈا ہو جائے اور یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ ذبح کرو تو جانور کے گلے پر چاقو چلاؤ، نہ کہ اس کی گردن پر، کیوں؟ اس لیے کہ خون کی رگیں گلے کی طرف سے گزرتی ہیں، نہ کہ گردن کی طرف سے، اور یہ بھی حکم دیا گیا کہ جانور کی گردن الگ نہ کرو؛ بلکہ صرف خون کی رگیں کاٹ کر اس کو ٹھنڈا ہونے کے لیے چھوڑ دو، اللہ اکبر! رحیم ہے اس کی ذات جس نے اسلام جیسا معتدل، رحم دل و عظیم ترین مذہب نازل کیا اور اس پروردگار کا صد بار شکر کہ ہم کو بھی اس نے اسلام جیسی نعمت سے نوازا۔

اس کے برخلاف دوسرے مذاہب کے پیروکاروں نے ذبح کو اس قدر خوفناک اور دہشت و وحشت ناک بنادیا ہے کہ اس کو دیکھ کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، ان کے ذبح کو ذبح کہنا ہی غلط ہوگا؛ بلکہ اس کو قتل اور ظلم کہا جا سکتا ہے۔

قربانی پر غیر معقول ہونے کا اعتراض اور اس کا جواب

اسلام پر ایک اور اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ قربانی کا عمل بہت ہی غیر معقول ہے؛ اس لیے کہ اللہ کے نام پر کروڑوں روپے خرچ کیے جاتے ہیں؛ مگر اس سے اللہ کا کوئی فائدہ تو نہیں، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کو نہ قربانی کا گوشت پہنچتا ہے نہ خون؟ تو اللہ کو کیا چیز مطلوب ہے؟ اگر گوشت ہی کھلانا مقصود ہے، تو منیٰ و مکہ معظّمہ میں ہزاروں جانور ذبح کیے جاتے ہیں اور ان کو کوئی نہیں کھاتا؛ بل کہ درگور کر دیا جاتا ہے، یہ تو بالکل ضائع ہو جاتا ہے۔

اس کا جواب حضرت تھانوی علیہ الرحمہ نے بہت ہی معقول انداز میں اپنے خطبات میں دیا ہے، فرماتے ہیں کہ:

''جواب اس کا یہ ہے کہ جناب من! ہے تو فحش بات، لیکن تفہیم کے لیے عرض ہے کہ اگر تمہاری عقل میں کسی شئے کا نہ آنا خلافِ عقل ہونے کی دلیل ہے، تو ہمارا آپ کا پیدا ہونا، جس طریقے سے ہے، وہ بھی عقل کے خلاف ہے اور اس کا امتحان یہ ہے کہ ایک بچہ ایسا تجویز کیا جائے کہ وہ تہہ خانہ میں پرورش کیا جائے اور اس کے سامنے کبھی اس کا تذکرہ نہ کیا جائے کہ آدمی کس طرح پیدا ہوتا ہے؟ حتیٰ کہ جب بیس برس کا ہو جائے، تو اس سے دفعۃً کہا جائے کہ آدمی اس طور سے پیدا ہوتا ہے، تو ہرگز اس کی عقل میں نہ آئے گا اور چوں کہ رات دن دیکھتے ہیں، سنتے ہیں کہ اس طریقے سے انسان پیدا ہوتا ہے؛ اس لیے ہم کو خلافِ عقل معلوم نہیں ہوتا، تو جناب ہم تو جب سے پیدا ہوئے ہیں ہمارے تمام حالات ہی خلافِ عقل ہیں۔ ہماری عقل تو بس کھانے کمانے کی ہے۔ ایسے ہی جیسے کسی بھوکے سے پوچھا تھا کہ دو اور دو کتنے ہوتے ہیں کہا کہ چار روٹیاں۔ ایسے ہی ہماری عقل صرف اس قدر ہے کھالو اور پی لو اور باتیں بنالو۔ جب اتنی عقل ہے تو اسرارِ شریعت کہاں سمجھ میں آئیں؟!! ایسے ہی نفس اضحیہ بلا تقسیم لحم کے بھی حکمت ہے۔ اگر ہماری عقل میں نہ آئے، تو قابل انکار کیسے ہوگئی اور اس لیے ہمارے ذمے ضروری نہیں ہے کہ اس حکمت وراز کو بیان کریں؛ لیکن تبرعاً بتائے دیتے ہیں کہ وہ یہ کہ اصل میں یہ ''سنتِ ابراہیمی'' کا اتباع ہے اور شئے محبوب کا انفاق مقصود ہے اور وہ صرف جانور ذبح کرنے سے حاصل ہو جاتا ہے، گوشت خواہ رکھیں یا تقسیم کریں۔

حاصل یہ ہے کہ قربانی دراصل اللہ کو خوش کرنے کے لیے ایک عمل ہے اور اس میں اللہ کے نام پر جانور کو پیش کرنا ہی مقصود ہے، کسی کو گوشت کھلانا مقصود نہیں، جب یہ بات ہے تو قربانی سے وہ مقصود یعنی اللہ کی رضا حاصل ہوگئی۔ لہذا گوشت کھائیں یا کھلائیں یا نہ کھائیں نہ کھلائیں؛ ہر صورت میں وہ مقصود ایک مؤمن کو حاصل ہو جاتا ہے؛ اس لیے قربانی کو غیر معقول کہنا خود ایک غیر معقول بات ہے۔

اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں:

﴿لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُھَا وَلَا دِمَآؤُھَا وَ لٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ کَذٰلِکَ سَخَّرَھَا لَکُمْ لِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدٰکُمْ وَ بَشِّرِ الْمُحْسِنِیْنَ﴾

(اللہ کو نہ ان کا گوشت پہنچتا ہے، نہ ان کا خون؛ لیکن اس کے پاس تمہارا تقوی پہنچتا ہے۔ ہم نے یہ جانور اسی طرح تمہارے تابع بنا دیئے ہیں؛ تا کہ تم اس بات پر اللہ کی تکبیر کرو کہ اس نے تمہیں ہدایت عطا فرمائی اور جو لوگ خوش اسلوبی سے نیک عمل کرتے ہیں، انہیں خوش خبری سنا دو۔) (سورۃ الحج: ۳۷)

قربانی پر کچھ اور اعتراضات

اسی طرح قربانی پر کچھ اور اعتراضات یہ کیے جاتے ہیں کہ:

(۱) فقط ایک دو دن میں اربوں کھربوں روپے جانوروں کو قربان کر کے برباد کر دیئے جاتے ہیں، جب کہ اس رقم سے ہزاروں لاکھوں اسکول یا کالیج بنائے جاسکتے ہیں اور ان سے ملتِ اسلامیہ اور دوسری قوموں کو تعلیم دی جاسکتی ہے۔

(۲) ہزاروں لوگ ایسے ہیں جن کے پاس کھانے کے لیے کچھ نہیں ہے، وہ بھوکے ہیں، پیاسے ہیں، ان کے لیے کھانے کا نظم کیا جاسکتا ہے۔

(۳) ہزاروں لوگ بے گھر ہیں، ان کے لیے مکانات کا معقول نظام بنایا جاسکتا ہے۔

(۴) ہزاروں لڑکیاں جہیز کی وجہ سے بن بیاہی بیٹھی ہیں، ان کی شادی کا بہترین انتظام کیا جاسکتا ہے۔

(۵) کتنے ہی لوگ فقیر، غریب، مسکین ہیں؛ ان کی امداد کا ایک عظیم الشان طریقہ کار اپنایا جاسکتا ہے۔

اسی طرح کے اور بھی بے شمار اعتراضات ذبحِ حیوانات پر کیے جاتے ہیں اور یہ اعتراض دوسروں سے زیادہ اپنے مسلمان بھائی اور بہنیں کیا کرتے ہیں۔ بظاہر دیکھا جائے تو یہ اعتراضات بہت ہی معقول وقوی اور امت وملت کے لیے بہت ہی مفید محسوس ہوتے ہیں لیکن اگر نظر غائر سے دیکھا جائے بالکل لچر اور انتہائی بودے نظر آتے ہیں۔

مذکورہ اعتراضات کے نقلی جواب

یہاں ہم ان کا جواب دو طریقے سے پیش کرنا چاہتے ہیں: ایک جواب نقلی دلائل کی روشنی میں اور ایک جواب عقلی دلائل کی روشنی میں: سب سے پہلے یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ قربانی ایک عبادت ہے اور کسی بھی عبادت کو اس کے طریقے سے بدلنا جائز نہیں؛ بل کہ اسلامی احکام کو اس کی اصلی اور حقیقی حالت پر رکھتے ہوئے اس پر عمل کرنا ضروری ہے، احکامِ اسلام میں اور اس کے طریقۂ کار میں تبدیلی کی قطعاً کسی کو اجازت نہیں۔ یہاں تک کہ کسی نبی اور رسول کو بھی یہ حق نہ دیا

گیا کہ اللہ کی شریعت میں اپنی طرف سے کوئی تبدیلی کریں یا کسی حکم کو سرے سے ختم کردیں۔

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنی بیویوں کی خوشنودی کے لیے شہد کو اپنے لیے حرام کرلیا، تو اللہ نے قرآنِ کریم کی یہ آیت نازل فرمائی اور فرمایا:

﴿یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰہُ لَکَ ج تَبْتَغِیْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِکَ ط وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝﴾

(اے نبی جس چیز کو اللہ نے آپ کے لیے حلال کیا ہے (قسم کھا کر) آپ اس کو (اپنے اوپر) کیوں حرام فرماتے ہیں، (پھر وہ بھی) اپنی بیویوں کی خشنودی حاصل کرنے کے لیے۔ اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے) (التحریم:۱)

اس سے یہ معلوم ہوا کہ احکامِ اسلام میں تبدیلی کی کسی کو کوئی گنجائش نہیں، جب سرورِ کائنات، فخرِ دو عالم، محمد مصطفےٰ، احمد مجتبیٰ رسول اللہ ﷺ کو اس کی اجازت نہ دی گئی، تو چہ جائے کہ کسی اور کو اجازت ملے!

ذبیحۂ عید الاضحیٰ بھی عبادت کا حامل ایک حکم ہے، کسی کو بھی اس امر کو ختم کرنے یا اس میں کسی طرح کی کوئی تبدیلی لانے کی قطعاً گنجائش نہیں۔

جیسا کہ اوپر اعتراض نقل کیا گیا تھا کہ بے جا کروڑوں روپے خرچ کردیے جاتے ہیں۔ اس کا جواب دیتے ہوئے مثال پیش کرتا ہوں کہ حج کی عبادت کو لیجیے کہ اس میں بھی لاکھوں کروڑوں روپے خرچ ہوتے ہیں اور ہر سال لاکھوں مسلمان حج کے لیے دنیا بھر سے جاتے ہیں، تو کیا یہ کہنا درست ہوسکتا ہے کہ حج کو جانے کے بجائے وہی روپیہ غریبوں کو دے دیا جائے؟ اس سے لڑکیوں کی شادیاں کی جائیں، یا کالج اور اسکول کھولے جائیں؟ اگر کوئی ایسی بات کہتا ہے تو اس کا جواب یہی ہے کہ حج ایک عبادت ہے، اس میں کوئی تبدیلی نہیں کی جاسکتی۔

کیا غریبوں کی خدمت اور ان کی مدد و نصرت کے لیے اللہ کی تمام عبادتیں ختم کردیں؟ یہاں یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ مساجد کی تعمیر میں بھی کروڑوں روپے خرچ ہوتے ہیں، کیا لڑکیوں کی شادیوں کے لیے مساجد بنانا بند کردیں کیا غرباء کی امداد کے لیے مدارس بنانا چھوڑ دیں؟

رہا غرباء و مساکین کی امداد کا مسئلہ تو اسلام نے اس کا نہایت معقول و مضبوط نظام قائم کردیا ہے؛ زکوۃ، صدقات و عطیہ جات اور کفارات کے ذریعے امداد کی بے شمار شکلیں بنادی ہیں۔ لہٰذا اس کے واسطے حج یا قربانی کو ختم کرنے کی بات کہنا ایک غیر معقول فکر و نظریہ ہے۔

مذکورہ اعتراضات کے عقلی جواب

اب لیجیے اس اشکال کا عقلی جواب۔ آپ غور کریں کہ دنیا بھر میں مختلف موقعوں پر تقریبات منعقد کی جاتی ہیں، دنیا کے ہر

علاقے میں منعقد کی جاتی ہیں اور ہر طبقے کے لوگ مناتے ہیں، جن میں کروڑہا روپئے خرچ کردیے جاتے ہیں۔ جیسے اسکولوں، کالجوں اور مدارس میں ہر سال سالانہ اجلاسات منعقد کیے جاتے ہیں، جس میں لاکھوں روپے خرچ کردیے جاتے ہیں، دنیا کی ہر کمپنی اپنی کمپنی کا سالانہ، یا دس سالہ یا پچیس سالہ یا پچاس سالہ پروگرام مناتے ہیں، جس میں بھی کروڑوں روپئے خرچ کردیے جاتے ہیں۔ دنیا بھر میں ہزاروں تحریکات چلائی جاتی ہیں؛ یہ تحریکات ایک مدت تک پہنچنے پر اجلاس منعقد کیے جاتے ہیں، ہر مذہب والے اپنا جشن مناتے ہیں، ہر علاقے والے اپنا جشن مناتے ہیں، کئی کئی دن تک جشن مناتے ہیں، یہاں تک کہ ملکی پیمانہ پر تقریبات کی جاتی ہیں، دنیا کا ہر ملک ایسی تقریبات منعقد کرتا ہے، فوجیوں کے پریڈ منعقد ہوتے ہیں، فضائی شو دکھائے جاتے ہیں، ہر سال ہند میں یوم آزادی، یوم جمہوریہ کا موقع آتا ہے، جس میں لاکھوں ہی نہیں، کروڑہا کروڑ روپے خرچ کردیے جاتے ہیں۔

ان لوگوں سے کہنا چاہیے کہ ان اجلاسات اور تقریبات کو بند کردیا جائے اور اس میں جو پیسا خرچ کیا جاتا ہے اس سے غریبوں، مسکینوں اور فقیروں کی امداد کی جائے اور بن بیاہی لڑکیوں کی اس سے شادی کی جائے، ان پیسوں سے اسکول قائم کیے جائیں، کالیج قائم کیے جائیں، یونیورسٹیاں قائم کی جائیں، ہسپتال قائم کیے جائیں اور بھی مختلف کارہائے نمایاں انجام دئے جائیں۔

لیکن آج تک کسی نے ایسی آواز نہیں اٹھائی، آج تک کسی کالیج نے یہ نہیں کہا کہ ان اجلاسات کو بند کرو آج تک کسی پروفسر نے نہیں کہا کہ ان جشنوں کو بند کردو، کسی انجینیئر نے یہ آواز نہیں اٹھائی، کسی ڈاکٹر نے یہ آواز نہیں اٹھائی، کسی سائنس دان نے یہ آواز نہیں اٹھائی، کسی ملک کے صدر نے یہ نہیں کہا، کسی سیاست دان نے یہ آج تک نہیں کہا، کیوں نہیں کہا؟ اس لیے کہ ساری دنیا جانتی ہے کہ یہ جشن منانا ملک کی ایک عظمت کی نشانی ہے، یہ جشن منانا اپنی کالیج کی عظمت کو بالا کرنے کے لیے نمایاں کردار انجام دیتا ہے؛ اس لیے یہ کوئی نہیں کہتا کہ ان تقریبات کو ختم کرکے ان روپیوں کو رفاہی کاموں میں لگادیا جائے اور یہ کوئی نہیں کہتا کہ ان جشنوں کو ختم کرکے ملک میں تعلیمی نظام کو مستحکم کیا جائے؛ بل کہ اس کی ضرورت سمجھی جاتی ہے کہ ایسے جلسے کرنے چاہئیں، ایسے پروگرام ہونے چاہئیں، ایسی تقریبات منعقد کی جانی چاہئیں، جشن آزادی منانا چاہیے، جشنِ صد سالہ منانا چاہیے، جشن پچیس سالہ منانا چاہیے۔ یہ ان چیزوں کی عظمت کی نشانی ہے اور اس سے محبت کی نشانی، اس سے تعلق کی نشانی ہے۔

اب ہم ان لوگوں سے یہ سوال کرنا چاہتے ہیں، جو اسلامی قربانی پر اعتراض کرتے ہیں کہ قربانی کے اندر لاکھوں لاکھ جانور اگر اللہ کی عظمت وجلالت کے لیے قربان کردیے جائیں اور مسلمان یہ ثابت کرے کہ میرے دل میں اللہ کی محبت ہے، میں اللہ کی عظمت کا قائل ہوں، میں ساری دنیا کو ہیچ سمجھتا ہوں، اصل تو یہ تھا کہ مسلمان اپنی جان قربان کردیتا اور اپنی اولاد کو قربان کردیتا؛ لیکن اپنی جان کو اور اپنی اولاد کو قربان کرنے کی اللہ نے اجازت نہیں دی ہے؛ بل کہ اجازت اس بات کی دی

کہ میرے بنائے ہوئے جانوروں کو میرے لئے قربان کردو، اگر اللہ کی عظمت کے لیے اس کی جلالت کے لیے اور اسکی بزرگی اور بندے کے جذبۂ عشق کے اظہار کے کیے جانور قربان کیے جاتے ہیں، تو کیوں ان لوگوں کو اعتراض ہو رہا ہے۔

اس سے یہ بات صاف ظاہر ہے کہ اسلام پر اعتراضات کرنے والوں کے دلوں میں غرباء سے ہمدردی نہیں؛ بل کہ انکے دلوں میں اسلام دشمنی پلتی رہتی ہے اور ان کے دلوں میں تعصب ہے، اسی کے نتیجہ میں یہ لوگ اسلام پر اعتراض کرتے رہتے ہیں۔ اگر ان کا مقصود غرباء کی امداد ہی ہوتا، تو اعتراض وہاں بھی ہوتا جب کہ ایسے جشنوں میں یہ اعتراض کرنے والے خود ہی شریک ہوتے ہیں اور خود شامل ہوتے ہیں اور اس کو بڑھاوا دیتے ہیں، یہاں کیوں ان لوگوں کو غریب یاد نہیں آتے، وہاں کیوں غریبوں کا مفاد ان کو نظر نہیں آتا، وہاں رونے پلانے والے ان کے سامنے کیوں نہیں آتے، وہاں بیواؤں کی صورتیں ان کو کیوں نظر نہیں آتیں، وہاں فقر و فاقے میں ڈوبے ہوئے لوگ انھیں کیوں یاد نہیں آتے۔

معلوم ہوا کہ اسلام پر اعتراض کرنے والوں کے دلوں میں کوئی چبھن ہے، ورنہ اعتراض دونوں جگہ ہوتا۔

قربانی کے عمل سے اور بھی بہت سارے فائدے ہوتے ہیں، جیسے یہ خدمتِ خلق کا بھی ایک بہت بڑا ذریعہ ہے کہ قربانی کا گوشت اور ان کی کھال وغیرہ غریبوں، مسکینوں اور حاجت مندوں کو پہنچتے ہیں، سال بھر جن کو گوشت میسر نہیں، ان غریبوں کو بھی فراوانی کے ساتھ گوشت کھانے کا موقع ملتا ہے اور وہ لوگ کھالوں کو بیچ کر اس سے بھی فائدہ اٹھا لیتے ہیں اور جن کے گھروں میں قربانی ہوتی ہے ان کے یہاں بھی کئی کئی ماہ کا گوشت جمع رہتا ہے، اس کی کھال کی رقم سے ان کی متعدد ضرورتیں پوری ہوتی ہیں۔ اسی غرض سے قربانی کا گوشت تین حصوں میں تقسیم کرنے کا حکم ہے: ایک اپنے لیے، دوسرا رشتہ داروں کے لیے اور تیسرا محتاجوں کے لیے۔

ہم نے ان اعتراضات کا مفصل جواب دیا ہے اور دو طریقہ سے دیا، ایک ہمارے مسلمان بھائیوں کے لیے اور دوسرا غیر مسلم اقوام کے لیے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ساری امت کو اسلامی احکام اور شعائر اسلام کی عظمت کے ساتھ ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

Jamia Islamia Maseehul Uloom,

K.S. Halli, Post Kannor Village, Bidara Halli Hobli,

Baglur Main Road, Banglore-562149

www.muftishuaibullah.com